دینی مدارس کے اہداف

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

اس بات کی وضاحت بارہا کی جاچکی ہے کہ ہماری دینی درسگاہوں کا اصل موضوع علوم کتاب وسنت ہیں، ان کی افہام وتفہیم، تعلم وتعلیم، توضیح وتشریح، تعمیل واتباع اور تبلیغ ودعوت اور ایسے رجالِ کار پیدا کرنا ہے جو اس تسلسل کو قائم رکھ سکیں، بس یہی ان مدارس کا مقصودِ اصلی ہے۔

ماضی قریب میں ان تعلیم گاہوں نے اس عظیم امانت کی حفاظت اور اس قابل صد فخر وراثت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے، وہ ہماری علمی وثقافتی تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف اپنے وپرائے سبھی کرتے ہیں، اور آج کے انتشار پذیر اور مادی فروغ کے دور میں بھی یہ اسلامی مدارس اپنے وسائل وذرائع کے مطابق مصروف عمل ہیں، اور ملت اسلامیہ کی اولین واہم ترین بنیادی ضروریات کی کفالت کررہے ہیں۔ اس سچائی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کفروشرک کے گھٹاٹوپ اندھیرے اور مذہب بیزاری کے اس ماحول میں اسلامی تہذیب وثقافت اور دینی رسوم وعبادت کے جو روشن آثار نظر آرہے ہیں وہ انہیں دینی درسگاہوں کی خدمات کا ثمرہ ہے۔

ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث ایک لازوال وغیر متبدل حقائق ہیں۔ اسی کے ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ ہر آن تغیر پذیر ہے، اور جدید دور اپنے جلو میں نئے نئے مسائل لے کر آتا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ انسانی افکار ونفسیات میں بھی فرق آجاتا ہے، پھر جدید علوم کی ترقیات اور سائنسی ایجادات واکتشافات دنیا کا رنگ بدلتے رہتے ہیں، جس کے زیر اثر اس تغیر آباد عالم میں ان لازوال علوم کی امین وحامل امت کو نئے حالات وواقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور علوم نبوت کے داعی ومخالف ہونے کی حیثیت سے ہر دور کے تقاضوں اور اس کے چیلنج کا مقابلہ اس احتیاط سے

کرنا پڑتا ہے کہ اصل مقصود پر آنچ نہ آنے پائے۔ چنانچہ ہر دور میں اساطین امت نے وقت کے تقاضوں کے تحت تعلیمی خانوں میں جو رنگ بھرا اور حذف واضافہ، حک وترمیم کا جو بھی عمل کیا، وہ اس چابکدستی احتیاط اور بالغ نظری کے ساتھ کیا کہ اصل امانت یعنی منصوص ومنقول کی پوری حفاظت اور اس کی روح کی بقا کا کلی طور پر اہتمام کیا، اور کسی جہت سے بھی علوم دینیہ کی حیثیت اور مقام ومرتبہ کو مجروح نہیں ہونے دیا۔

خود ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے اپنے عہد میں دار العلوم دیوبند اور دیگر اسلامی درسگاہوں کے لئے نظام تعلیم کا جونقشہ مرتب فرمایا، تو حالات وزمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی اساس اگر چہ رائج الوقت نصاب ''درس نظامی'' ہی پر رکھی مگر اس کمالِ بصیرت کے ساتھ کہ کتاب وسنت کی بالادستی کو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ اسلاف کے اسی طرزِ فکر اور طریقہ کار کی پیروی کرتے ہوئے ابھی ماضی قریب میں دار العلوم دیوبند کے اربابِ حل وعقد نے ملک کے صاحب نظر علماء اور دینی علوم میں مہارت وتجربہ رکھنے والے اصحاب درس فضلاء کے مشورہ اور اتفاق سے مدارس دینیہ کے نصاب درس ونظام تعلیم میں مفید ترمیم اور حذف واضافہ کیا ہے جس میں علوم کتاب وسنت کی بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے تقاضائے وقت کے مناسب بعض ایسے علوم وفنون کا اضافہ کیا گیا ہے، جو پہلے نصاب میں شامل نہیں تھے۔

ان سب کے باوجود ہمدردانِ ملت کا ایک طبقہ مدارس دینیہ کے رائج نظام تعلیم کو ناقص، غیر مفید اور ان کے فضلاء کو وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر اور سماج کے لئے غیر نفع بخش بتاتا ہے، اور قوت کے ساتھ یہ تحریک چلا رہا ہے کہ مدارس دینیہ اپنے مقصد وموضوع اور طرزِ فکر وعمل کے برخلاف کتاب وسنت کو چھوڑ کر یا کم از کم انہیں ثانوی درجہ میں رکھ کر دیگر سرکاری ونیم سرکاری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نہج پر اپنا نظام تعلیم ونصاب درس مرتب کریں۔ ہمارے مدارس کے انہی ناصحین کی کرم فرمائیوں سے شہ پاکر موجودہ حکومت (انڈیا میں) مرکزی مدرسہ بورڈ کے عنوان سے مدارس کو یرغمال بنانے کے لئے جال بچھا رہی ہے جس میں پھنس کر مدارس اپنی اسلامی روح کو باقی نہیں رکھ پائیں گے۔ اس مدرسہ بورڈ کے قیام کا مقصد اصلی یہی ہے کہ ان کے سرچشموں کے ستونوں کو بند یا کم از کم کسی طرح گدلا کر دیا جائے۔

قدیم وجدید کے اختلاف فکر ونظر کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس کی کڑیاں عہدِ غلامی سے جڑی ہوئی ہیں، اور جاننے والے جانتے ہیں، کہ دار العلوم دیوبند اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اسی اختلاف نظریات کے دو الگ الگ مظہر ہیں، اور دونوں نظریوں کے حق میں اب تک اس قدر لکھا اور کہا جا چکا ہے کہ اب کسی جانب سے بھی اس پر اضافہ دشوار ہے، اس لئے کیا اچھا ہوتا کہ مسلم اقلیت کے معاش ومعاد کے فکر سے پریشان حکومت اور ہمارے یہ ہمدردانِ قوم وملت مدارسِ دینیہ کو مطعون اور ان کے فضلاء کو بے حیثیت کرنے کی جد وجہد کے بجائے اپنے جہد وعمل کا رخ قوم کے ان نونہالوں کی طرف پھیر دیتے ہیں، جو دینی علوم اور عصری فنون دونوں سے برگشتہ ہیں اور آج بھی جب کہ ہر چہار جانب سے تعلیم کی

اہمیت کا چرچا ہو رہا ہے۔ ایسے بچوں کی تعداد زیادہ ہے جو یا تو سرے سے تعلیم گاہوں کا رخ ہی نہیں کرتے یا ابتدائی وثانوی مرحلہ میں پہنچ کر تعلیمی سلسلہ کو منقطع کر کے گھر بیٹھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ سچر کمیٹی نے اعداد و شمار کے ذریعے اس کو یوں عیاں کر دیا ہے کہ اس سے کسی ذی ہوش کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ ہمدردانِ ملت، قوم کے ایسے بچوں کو حصولِ تعلیم کی جانب متوجہ اور راغب کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ قوم کی ایک عظیم خدمت ہوگی اور خود ان کے نقطہ نظر کے مطابق (ان قدیم دینی درسگاہوں کو ان کے موضوع و منہج سے ہٹا کر) جو مقاصد و فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس صورت میں ملت کے ایک بڑے حصہ کو ذہنی و عملی انتشار میں مبتلا کئے بغیر کئی گنا زائد فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں، اور اگر اس تگ ودو اور تقریر و تحریر کا مقصد مدارس دینیہ کے خلاف محض پروپیگنڈہ اور قدیم و جدید کے پرانے اور کسی حد تک مردہ مسئلے کو پھر سے زندہ کرنا ہے تو ہمارے ان دانشوروں کو یہ بھولنا نہیں چاہئے، کہ اربابِ مدارس اس بارے میں تہی دامن نہیں ہیں، ان کے منہ میں بھی زبان اور ہاتھ میں قلم ہے اور محض بلند و بانگ دعووں اور سخن طرازیوں کے بجائے ان کی پشت پر علمی، دینی اور معاشرتی اصلاح و خدمات کی ایک مضبوط و مستحکم تاریخ ہے، لیکن اس مسئلہ میں الجھ کر انتشار پذیر ملت کو مزید انتشار میں مبتلا کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں اس سلسلے میں ہمارا نظریہ تو بس یہ ہے......

لوگ سمجھیں ہمیں محروم وقار و تمکیں
وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

☆......☆......☆

صدائے وفاق

تعارف کے چند جملے مرتب کے قلم سے

"صدائے وفاق" حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً ماہنامہ وفاق المدارس میں بھیجتے رہتے ہیں۔ یہ مضامین چند سال قبل اس ناکارہ نے مرتب کر کے کتابی صورت میں شائع کئے تھے جس کے ایک سے زائد ایڈیشن نکلے اس کے بعد بھی کئی دیگر اہم مضامین لکھے گئے اور ماہنامہ وفاق میں چھپے اس لئے احقر نے ان تمام مضامین کو نئے سرے سے اس ایڈیشن میں مرتب کیا چوں کہ یہ مضامین ایک فعال تعلیمی بورڈ کے ترجمان رسالے کے اداریے کیلئے لکھے گئے ہیں اس لیے ان میں اکثر مضامین' مدارس اور تعلیم و تربیت سے متعلق ہیں اور نہ صرف طلبہ اور علماء کیلئے مفید ہیں بلکہ عام لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس نئے ایڈیشن میں وفاق المدارس کی پالیسی سے متعلق بڑے اہم مضامین آ گئے ہیں' سانحہ لال مسجد کے بعد وفاق المدارس کے موقف اور کردار سے متعلق مضامین بھی شامل ہیں اور توہین رسالت کے قانون سے متعلق ایک اہم مضمون بھی ہے جو سینکڑوں صفحات کا حاصل ہے' جسے کئی اداروں نے کتابی صورت میں شائع کر کے تقسیم کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت عطا فرمائے اور جس مقصد کیلئے یہ مضامین لکھے گئے ہیں اس کتاب کو اس کے پورا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

ابن الحسن عباسی

مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی نمبر 4 کراچی